سوال

(183)مرحوم کی وراثت میں تقسیم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک جگہ جو کہ رہائش والی ہے اور ایک دکان اپنی بیوی کے نام پر ہبہ کروا کر گورنمنٹ سے کھاتے بھی کروادی، مکان کا کرایہ وغیرہ مرحوم خود ہی وصول کیا کرتا تھا اب اس مکان میں موجود سارا سامان اس بیوی کا تصور کیا جائے گا یا وہ سامان وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا، اسی طرح ایک اور مکان بھی تھا جو کہ مرحوم اور اس کی بہن کے نام تھا مرحوم نے یہ مکان اپنے بھانجوں کے نام کیا ہوا ہے اس مکان میں ابھی تک کوئی بھی رہائش پذیر نہیں ہے ۔ بتائیں کہ شریعت محمدی کے مطابق یہ سامان وغیرہ ہبہ ہوگا یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

معلوم ہونا چاہیے کہ مرحوم نے جو مکان ہبہ کیا تھا وہ بحال اور برقرار رہے گا باقی اگر مرحوم نے سامان بھی ہبہ کر دیا تھا اور اس کی تحریر یا گواہ موجود ہیں تو پھر یہ سامان بھی ہبہ میں شمار ہوگا اور اگر تحریر گواہ موجود نہیں ہیں تو پھر یہ سامان ورثا میں تقسیم کیا جائے گا اور اگر مرحوم نے اپنی اشیا ہبہ کر کے دی ہیں تو پھر یہ ہبہ برقرار رہے گی۔

باقی جو علماء کرام قبضہ میں ہونے کی شرط لگاتے ہیں وہ غلط ہے اور وہ اپنے اس قول کی دلیل اس حدیث کو پیش کرتے ہیں : ((لا تجوز الہبة الا مقبوضة)) یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص 360 میں فرمایا ہے کہ ''لا اصل لہ مرفوعا وانما رواہ عبدالرزاق من قول النخعی کما ذکرہ الذیلعی فی نصب الرایة ٤/١٢١ '' اس میں ثابت ہوتا ہے کہ قبضہ شرط نہیں اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے :

((أن المسور بن مخرمة رضی اللہ عنہ ومروان أخبرہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین جاءہ وفد ہوازن قام فی الناس فاثنی علی اللہ بما ہو اہلہ ثم قال : اما بعد فان اخوانکم جاونا تائبین وانی رایت ان ارد الیہم سبیہم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ومن احب ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیء اللہ علینا فقال الناس قد طیبنا ذلک یا رسول اللہ)) صحیح البخاري : کتاب الوکالة 'باب نمبر ۷ : رقم الحدیث ۲۳۰۸، ۲۳۰۷

عروہ بیان کرتے ہیں بے شک مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم نے انھیں خبر دی کہ بنی کریم ﷺ کی خدمت میں قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر حاضر ہوا۔

نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں میں (خطاب کیا) اللہ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا : اما بعد! یہ تمھارے بھائی توبہ کر کے مسلمان ہو کر تمھارے پاس آئے ہیں اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ میں ان کا حصہ

(قیدی اور مال ودولت) واپس کر دوں ۔ اب جو شخص خوشی کے ساتھ ایسا کرنا چاہے وہ کرے اور جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا حصہ باقی رہے یہاں تک کہ جب اس کو

(قیمت کی شکل) میں اس وقت واپس کردیں جب اللہ تعالی سب سے پہلا مال غنیمت کہیں سے دلادے۔ لوگوں نے کہاکہ ہم بخوشی دل سے اس کی اجازت دیتے ہیں۔''

اس میں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قبضہ شرط نہیں ہے اگر قبضہ شرط ہوتا توان صحابہ نے قبضہ میں نہیں لیا تھا، پھر واپس کیسے کردیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قبضہ شرط نہیں ہے اسی طرح الروضۃالندیہ ص165میں ہے :

''ولاحجۃلمن اشترط القبض فی الہبۃ''

ھذاماعندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر583

محدث فتویٰ